بیٹی

سید عامر رضوی
F-11/03، گراؤنڈ فلور، جوگائی بائی ایکسٹینشن، جامعہ نگر، نئی دہلی۔110025

بیٹی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا وہ انمول تحفہ ہے جس پر ہم اپنے ربّ کریم کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہی ہے۔ بیٹی کے جنم لیتے ہی اُس کے وجود کی برکتوں سے اللہ کی رحمتوں کا نزول شروع ہوجاتا ہے۔ ایک سلیقہ مند اور خوش اخلاق ومہذب بیٹی والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک اوراُن کا سرمایۂ حیات ہوتی ہے۔ایک ایسی بیٹی جو اپنے علم، حسنِ عمل اور کردار کی خوبی سے جملہ خاندان کے وقار اور احترام کا موجب بن جاتی ہے وہ سراسر رحمت اور باعثِ افتخار ہوتی ہے۔

بیٹی گلشن کا وہ خوش نما پھول ہے جو اپنے پیار ومحبت سے پورے چمن میں بہار لاکر اُسے مہکا دیتی ہے۔ گھروں میں رونق، خیرو برکت، اُجالا، ہرسو چاندنی، تازگی، مسکراہٹیں، قہقہے، شادمانی و رعنائیاں اِن ہی بیٹیوں کے دم سے قائم رہتی ہیں۔ان کی بے لوث محبت اور خلوصِ دل سے والدین کی اور گھر بھر کی خدمت چہار سو مسرتوں کے نغمے بکھیر دیتی ہے۔ بیٹی اپنے ماں باپ کی آنکھوں کا تارہ ہے۔ باعثِ سکون وطمانیت اور گھر کے ہرفرد کی دھڑکنوں کا مرکز ہوتی ہے جس کی مناسب تعلیم وتربیت سے والدین کے ساتھ ساتھ اور بھی نہ جانے کتنے لوگ بہشت کے مستحق بن جاتے ہیں۔ بیٹی اُداس ہوتو دِل ڈوب جاتا ہے، ناراض ہوتو زندگی ٹھہر جاتی ہے۔ بیٹی وفا کا عنوان، صبر کا پیکر ہوتی ہے جس کی خوش اخلاقی، حسن سیرت اور وفا شعاری و سلیقہ مندی سے ہر دو خاندانوں کا سر بلند ہوتا ہے اور وہ ایک اچھی مثالی بیوی اور ماں بن کر ایک عمدہ قوم اور بہترین اُمّت کے وجود میں لانے کا سبب اور ذریعہ بنتی ہے۔

عقد کے بعد جب کبھی حضرتِ فاطمہؓ اپنے والد محترم نبی کریمؐ سے ملنے کے لیے تشریف لے جاتیں تو آپؐ فرطِ مسرت سے اِن کا استقبال فرماتے، حال، احوال پوچھتے اور نہایت خوش دلی کے ساتھ اپنا بیش قیمت وقت آپ کے ساتھ صرف فرماتے۔ آپؐ کی بیٹیوں سے محبت کا یہ عالم تھا کہ جب کبھی سفر سے لوٹتے تو سب سے پہلے حضرتِ فاطمہؓ کے گھر ہی ملاقات کے لیے جایا کرتے تھے۔

ایک فرض شناس بیٹی ہر خوشی اور غم کے موقعوں پر اپنی ذمہ داریوں کا بخوبی احساس رکھتی ہے اورانھیں خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دینے ونبھانے کی بھرپور کوشش کرکے اپنے اعزّہ، اقارب واحباب کا دل جیت لیتی ہے۔

کسی باپ کی اُس خوشی کا کیا ٹھکانا جو اُسے بیٹی کے وجود سے ہی میسّر آتا ہے جب وہ صبح کا گیا شام کو گھر لوٹتا ہے اور سلام و دعا کے بعد جب بیٹی اُسے پانی پیش کرتی ہے اور اپنی معصوم اور دلچسپ باتوں کے ساتھ جھک کر اپنے باپ کے جوتوں کی طرف ہاتھ بڑھاتی ہے تب پدری شفقت اپنے عروج پر پہنچ جاتی ہے اور وہ دِن بھر کی اپنی تکان اور ذہنی کلفتوں کو بھول کر بے اختیار بیٹی کو اپنے سینے سے لگا لیتا ہے اور پھر اپنی آگے کی مصروفیتوں کو بھول کر اُس کے ساتھ وقت گزارتا ہے جس کی یادیں باپ اور بیٹی دونوں کو تازندگی رہتی ہیں اور وہ انھیں کسی حال بھول نہیں پاتے۔ بہرحال بیٹی سے محروم والدین کو یہ لذّت اور عظیم سرمایہ کہاں حاصل؟

بیٹی کی بڑھتی عمر کے ساتھ ساتھ والدین کی طبعی فکر مندی میں اضافہ ہونے لگتا ہے بلکہ فکر تو بیٹی کی پیدائش سے ہی شروع ہوجاتی ہے اور یہ جان لیا جاتا ہے کہ یہ ہمارے گھر میں چند سال/ایک مختصر عرصہ کے لیے اپنے پیا کی امانت ہے اور اس کے اپنوں کو چھوڑ کر چلے جانے کا احساس باپ بیٹی کے مقدس رشتے میں مزید قربتیں پیدا کر دیتا ہے۔ پھر پتہ نہیں چلتا اور وقت برق رفتاری سے گزر جاتا ہے اور وہ گھڑی بھی آن پہنچتی ہے جب اسے ابٹن اور مہندی میں رچا بسا کر دعاؤں، نصیحتوں اور محبتوں کے ساتھ دوسروں/مجازی خدا کے سپرد کر دیا جاتا ہے اور عزیز بیٹی سب کو روتا چھوڑ کر خود بھی نہ تھمنے والے آنسوؤں کے ساتھ رخصت ہوجاتی ہے اور وہ اپنے عزیز ترین والدین کے گھر سے تمناؤں کی چھاؤں میں نیک خواہشات کے ساتھ/سہارے زندگی کا ایک نیا سفر اپنے رفیقِ حیات کے ساتھ شروع کرنے چل دیتی ہے۔

زمانہ شاہد ہے کہ سسرال پہنچ کر بھی وہ اپنے والدین اور میکے کی فکر میں اپنے آپ کو مضطرب پاتی ہے۔ گزرے زمانے کی خوشنما یادیں کسی صورت اُس کا پیچھا نہیں چھوڑتیں اور ایک عرصہ تک وہ جسمانی طور پر ضرور سسرال میں ہوتی ہے، لیکن ذہنی طور پر اپنے میکے میں اپنے والدین کے ساتھ اور بھائی بہنوں اور سہیلیوں کے درمیان کھیلتی کودتی رہتی ہے۔ واقعات گواہ ہیں کہ ہر آہٹ پر اُسے اپنے میکے سے کسی کی آمد کا گمان ہوتا ہے اور ہر دستک پر وہ چونک چونک جایا کرتی ہے غرض اُس کی زندگی کا ہر لمحہ اپنوں ہی کی تلاش میں رہتا ہے۔ شوہر کی خدمت، اُس کی دلجوئی اور سسرال والوں کی انتھک خدمت کے ساتھ ساتھ ہر آن وہ اپنے عزیز والدین کی صحت، تندرستی اور بھائی بہنوں کی خوشحال زندگی کے لیے دُعا گو اور کوشاں رہتی ہے اور متفکر بھی۔

انسانی تاریخ گواہ ہے کہ نہ جانے کتنی ہی بیٹیوں نے اپنے عمدہ اور مثالی طرزِ عمل، باکمال صفات اور شاندار صلاحیتوں کے ساتھ اپنے والدین، شوہر اور خاندان کا نام خوب خوب روشن کیا ہے۔ امہات المومنین اور صحابیات رضوان اللہ علیہن کے عظیم الشان کارنامے ان کی گھر گرہستی سے لے کر میدان جنگ اور پھر اپنی اپنی لحدوں میں ابدی نیند کی شروعات تک، ہم سب کے

لیے یقیناً مشعلِ راہ ہیں کہ کس طرح انھوں نے اپنی محبت، فراست، خلوصِ دل کے ساتھ خدمت کرتے ہوئے اور رشتوں میں خاطرخواہ توازن رکھتے ہوئے مثالی زندگی گزاری ہے جو ہماری شاندار تاریخ کا روشن باب ہیں۔ موجودہ دور میں بانی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سرسید احمد خان، سید ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا ابوالکلام آزاد، شاہ اسمٰعیل شہید، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، ڈاکٹر ذاکرحسین، مولانا محمد علی جوہر اور اُن کے بھائی شوکت علی جوہر، حکیم عبدالحمید و اُن کے بھائی حکیم محمد سعید، مولانا ارشد مدنی (مدنی خاندان کے افراد) مختار احمد انصاری، بخاری خاندان کے افراد، سید امین الحسن رضوی اور شیر میسور ٹیپو سلطان، نواب سراج الدولہ، حکیم اجمل خان جیسی روشن اور نامور وقد آور شخصیات کی مائیں اور رضیہ سلطانہ، چاند بی بی، بیگم حضرت محل، جوہر برادران کی والدہ بی اماں وغیرہن سب قابل قدر اور عظیم بیٹیاں ہی تھیں جن کے اسمائے گرامی ان کے روشن کردار، فراست وعظیم قربانیوں کی وجہ سے آج بھی ہماری روشن تاریخ کا قیمتی اثاثہ ہیں جو ہمیں حوصلہ و ہمت عطا کرتی ہیں اور جن کی طرز ہائے زندگی ہمیں ضروری تقویت بھی فراہم کرتی ہیں۔ ہمیں اپنی اِن سبھی ماؤں پر فخر ہے جنھوں نے ایسے سپوت پیدا کیے ہیں جنھوں نے آگے چل کر دنیا میں اپنا لوہا منوایا۔

آخر میں قارئین سے التماس ہے کہ وہ بیٹی کے وجود کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا خصوصی انعام اور ایک انمول تحفہ سمجھ کر ان کی بہترین پرورش کریں، تعلیم وتربیت پر جس قدر ممکن ہو سکے خصوصی توجہ دیں، اُس کا بہترین انتظام کریں کہ یہی ہماری دنیا وآخرت دونوں کے لیے خیرو برکت اور رحمت و مغفرت کا ذریعہ بنیں گی انشاء اللہ۔ جیسا کہ حدیثِ قدسی کا مفہوم ہے کہ جس مسلمان نے اپنی ایک دو تین یا سبھی بیٹیوں کی قابل قدر ضروری پرورش کی اور انھیں تعلیم وتربیت سے آراستہ کیا وہ روزِ قیامت میرے ساتھ اس طرح رہے گا جس طرح یہ ہاتھوں کی دو انگلیاں ایک ساتھ ملی ہوئی ہیں۔

OO

توجہ طلب

- قلمکار حضرات اپنی تخلیقات کے ساتھ اپنا پاس بُک میں درج نام انگریزی میں اسپیلنگ کے ساتھ ضرور لکھیں۔ اپنا مکمل پتا، پن کوڈ اور رابطے کے لیے فون نمبر بھی ضرور درج کریں۔
- قلمکاروں سے ایک گزارش اور ہے کہ بذریعہ ای۔میل اپنی تخلیقات بھیجنے سے قبل اپنی تخلیقات کو ایک بار ضرور پڑھ لیں تاکہ اس میں پروف کی غلطیاں کم سے کم رہیں۔ —ادارہ